جلد ۲۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۱۹ء | نمبر ۱۰

## دیار محبوب کے زائرین کا خیر مقدم

احباب سارے آئے تونے یہ دن دکھائے
تیرے کرم نے پیارے یہ مہرباں بلائے
یہ دن چڑھا مبارک مقصود جس میں پائے
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

اے دیار محبوب کے زائرین! اے قادیان کی محترم بستی میں آنیوالو! تم پر خدا کے فضل اور رحم کا سایہ ہو۔ تم دارالامان میں داخل ہوتے ہو تمہارا یہ داخلہ خدا کے خاص فیوض و برکات کا جاذب ہو۔ آمین

برادران! آپ مبارک ہیں آپ کا وجود آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کو پورا کر رہا ہے۔ آپ مبارک ہیں کہ آپ اس کوچہ و بازار میں چلتے پھرتے ہیں۔ جہاں ہمارا آقا و مولیٰ حضرت مسیح علیہ السلام پھرتا تھا۔ آپ مبارک ہیں کہ خدا کے رسول کے تخت گاہ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ابدی اور غیر فانی مرکز میں اس غرض کے لیے جمع ہوئے ہیں جو

**دین کو دنیا پر مقدم کرو**

کے پاک الفاظ میں بتائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مقصد میں تمہیں کامیاب کرے میں پھر اخلاص اور صدق دل سے تمہیں اس محترم سرزمین میں ارادت و عقیدت کے جذبات سے لبریز دل لیکر آنے پر

# خوش آمدید

کہتا ہوں

**اھلاً و سھلاً و مرحبا**

(انوار احمدیہ پریس قادیان دارالامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی پرنٹر و پبلشر و پروپرائٹر طبع ہو کر شائع ہوا)

## ترقی قوم کا راز ایک

# امام کی اطاعت میں مضمر ہے

آج کل لوگوں میں دستوریت یا جمہوریت کی ہوا چلی ہوئی ہے۔ بظاہر لوگوں کو ان الفاظ سے تسلی ہوتی ہے کہ جمہوریت ایک عمدہ چیز ہے۔ مگر وہ اس سے ناواقف ہیں کہ اسلام نے جمہوریت کی کوئی تعلیم نہیں دی۔ اسلام نے اپنی عملی تعلیم سے بتایا ہے کہ اس نے اسیوقت ترقی کی جب وہ امام کے ماتحت تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و اتباع کیلیے جو دایا ہے قرآن مجید میں ہی۔ انھوں نے بتا دیا ہے کہ آپکی اتباع کے بغیر آپکے فیصلوں کو قبول کرنے کے بدوں

**کوئی شخص مومن ہی نہیں رہ سکتا۔**

اور یہی نہیں بلکہ خدا کے قرب و محبت سے اسے کچھ نہیں دیا جاسکتا پھر آپ کے بعد خلافت راشدہ کی تمکین نے بتا دیا کہ ترقی کیلیے ایک گر ہے کہ کل مسلمان ایک خلیفہ وقت کے کامل متبع ہوں چنانچہ یہ روح جبتک ان میں رہی۔ انکے لیے ترقی اور اقبال کی راہیں ہر طرف سے کھلی تھیں۔ لیکن جہاں یہ روح کمزور ہوئی انکے سلطنت میں ضعف پیدا ہو گیا۔

خدا تعالیٰ نے اب پھر اسلام کے احیاء کے لیے اسی سلسلہ کو پیدا کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرما کر ایک قوم کو انکے ہاتھ پر جمع کیا۔ اور آپکے بعد خلافت راشدہ کے سلسلہ کو قدرت ثانی کی صورت میں نازل فرمایا۔ اب ترقی اور اقبال کی یہی صورت ہے کہ **خلیفہ وقت کی کامل اطاعت ہو**

جمہوریت یا دستوریت اسلام کے شایاں شان نہیں خدا تعالیٰ نے اس عہد میں ایران و ٹرکی کی دستوریت کے کارناموں کو ظاہر کر کے اور بھی حقیقت کھول دی ہے۔ یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ خلافت کے لیے شوریٰ ضروری ہے یہ بالکل ظاہر بات ہے کہ خدا تعالیٰ کا اس قائم کردہ سلسلہ امام خلیفہ اسپر ہمیشہ سے عمل کرتا چلا آیا ہے۔ مگر یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اسلام نے خلیفہ یا امام کے لیے یہ ضروری نہیں رکھا کہ وہ اس مشورہ کا جو اپنے خدام سے لیتا ہے پابند بھی ہو یہ امر محض اسکی فراست اور فہم اور قوت فیصلہ پر رکھا ہے کہ وہ چاہے تو اس متفق الرائے امر پر کاربند ہو یا جو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں ڈالے خواہ وہ سب سے الگ ہو کسی شخص کا یہ حق نہیں کہ اس کے خلاف کرے اسلیے کہ **حقیقی طور پر وہی سلسلہ کا امین اور ذمہ وار ہے**

یہ بالکل پکی بات ہے کہ بدوں ایک امام کی اتباع کامل کے ترقی محال ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کی کوئی کل سیدھی ہی نہیں بیٹھتی اس لیے کہ وہ پراگندہ ہیں ایک امام کے ماتحت نہیں۔ ایسی حالتمیں خدا تعالیٰ نے ایک قوم کو منتخب کیا اور خدا تعالیٰ نے مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ انھیں یہ عملی تعلیم دی کہ وہ اس اصل کو مضبوط پکڑ لیں۔ قرآن مجید نے جو اعتصام بحبل اللہ کی تعلیم دی ہے۔ اس میں بھی

**یہی راز بستہ ہے**

آج جو لوگ اس سلسلہ سے بغاوت کر کے ایک اور راہ پیدا کرنا چاہتے ہیں وہ خدا سے ڈریں اور اس راہ کو چھوڑ کر اللہ کی اس رسی کو مضبوط پکڑ لیں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ جسکو تم کہتے ہو کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیساتھ شدت محبت و مناسبت میں ایک فرد تھا اس کا بھی یہی مذہب ہے وہ فرماتے ہیں۔

"امام ایک ہی ہونا چاہیے تا وحدۃ قائم رہے اس زمانہ میں بھی ایسے لوگ ہیں جو ایک کی طاعت کو گمراہی و معصیت کا موجب سمجھتے ہیں حالانکہ یہ بات غلط ہے ایسے لوگوں کیلیے یہ آیت غور طلب ہے۔ خدا جسے خلیفہ بناتا ہے اسے اپنی جناب سے موید و منصور فرماتا ہے۔ خدا اسے ایسی غلطی میں نہیں ڈالتا جس سے قوم تباہ ہو۔ شوریٰ اسلیے نہیں ہوتا کہ وہ بالضرور اسکی اتباع کرے بلکہ وزرا کی رائیں بمنزلہ آئینہ کے ہوتی ہیں کہ انہیں اپنی رائے کے حسن و قبیح کو دیکھے۔"

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فیصلہ کے آگے سر تسلیم خم کرو تو تمھارے لیے بہترین نعمت ہے۔ الگ ہو جانیوالو دوستو! ھل فیکم رجل رشید۔

# اسوۂ حسنہ



## جاں بازان اسلام

عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ ایک دن میں عمر بن عبدالعزیز کے پاس بیٹھا تھا اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کیساتھ تشریف فرما تھے کہ اتنے میں مصعب بن امیر ایک صوف پہنے ہوئے آئے جس میں چمڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے۔ صحابہؓ نے انھیں دیکھکر سر نیچے کر لیے کیونکہ کسی کے پاس ان کی مدد کے لیے کچھ نہ تھا۔ مصعب نے آکر سلام کیا رسول اللہ (صلعم) نے سلام کا جواب دیا اور مصعب کی تعریف کی اور فرمایا کہ میں نے انھیں مکہ میں اس حالت میں دیکھا ہے۔ کہ قریش کا کوئی لڑکا اُنکی طرح اپنے ماں باپ کا ناز پروردہ نہ تھا پھر خدا اور اُسکے رسول کی محبت نے ان سے وہ تمام ناز و نعمت چھڑا دیے

## مال پر ہجرت کو ترجیح

صہیب نے ہجرت کا ارادہ کیا تو اہل مکہ نے کہا کہ تم یہاں بالکل حقیر و مفلس آئے تھے۔ ہم لوگوں میں رہ کر تم مالدار بنے اور اس حالت تک پہنچے۔ اب خود بھی جاتے ہو اور اپنا مال بھی سارا لیجانا چاہتے ہو ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ صہیب نے اُن سے پوچھا کہ اچھا اگر میں سارا مال تمھارے حوالہ کردوں تو مجھے جانے دوگے مشرکین نے کہا کہ ہاں۔ صہیب نے تمام مال اُن کے لیے چھوڑ دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ صہیب نفع میں رہے

## لوائے اسلام کی حرمت

جنگ احد میں مصعب بن عمیر نے علم اُٹھایا مسلمان منتشر ہو گئے تو بھی اپنی جگہ سے نہ ہلے اتنے میں ابن قمیہ جو سوار تھا انکی طرف بڑھا اور آتے ہی اُنکے داہنے ہاتھ پر تلوار کا وار کیا اُن کا ہاتھ کٹ گیا فوراً اُنھوں نے علم بائیں ہاتھ نے سنبھال لیا ابن قمیہ نے بائیں ہاتھ پر تلوار ماری وہ بھی کٹ گیا تو مصعب نے دونوں کٹے ہوئے بازوں سے علم سنبھال کر سینہ سے لگا لیا۔ ابن قمیہ نے پھر انکے نیزہ مارا جو بدن کے پار ہو کر ٹوٹ گیا مصعب گر پڑے اور علم بھی گر گیا۔

## ایک شہید ملت کا افلاس

خباب کہتے ہیں کہ ہمنے خدا کی رضامندی کی غرض سے اُس کام کے لیے آں حضرت (صلعم) کے ساتھ ہجرت کی جس کا اجر خدا کے یہاں ضرور ہے پھر بعض تو ایسے ہیں جو دنیا سے چلے گئے اور یہاں اپنا اجر نہ لے سکے۔ بعض ایسے ہیں کہ جنکی کوششیں بار آور ہوئیں اور وہ یہاں بھی ثمر اٹھا رہے ہیں مصعب بن زبیر پہلے لوگوں میں ہیں کہ جنگ احد میں شہید شہید ہوئے تو بجز ایک صوف کے اور کوئی کپڑا اُنکے لیے نہ تھا وہ بھی اتنا چھوٹا کہ سر چھپاتے تو پاؤں کھل جاتے۔ اور پاؤں چھپاتے تو سر کھل جاتا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سر چھپا دو۔

## ببول کے پتوں کی خوراک

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عرب کا وہ پہلا شخص جس نے راہ خدا میں تیر اندازی کی وہ میں ہوں۔ ہماری یہ حالت تھی کہ آں حضرتؐ کے ساتھ غزوہ میں جاتے تھے اور خار دار درختوں اور ببول کے پتوں سے گزارہ کرتے تھے۔

## ایک عورت کی جاں بازی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنگ احد میں میں۔ دائیں۔ بائیں جس طرف مڑتا تھا ام عمارہ کو اپنی حفاظت میں قتال کرتے ہوئے دیکھتا تھا۔

(مدینہ)

# ٹرکی میں ہندوستان کے جنگی قیدی



جو ہندوستانی قط العمارہ میں قید ہیں۔ انکی مصیبتوں کی کہانی دلسوز ہے اور قلعہ میں محصور رہ کر جن تکالیف کا سامنا انھوں نے کیا ہے انکا تذکرہ دل ہلا دینے والا ہے۔ اگر ان قیدیوں کا حال باقاعدہ پڑھیں تو ہم میں ان سے ہمدردی اور ترکوں کے خلاف غصہ کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ سنا کرتے تھے کہ ترک شکست یافتہ دشمن سے مروت سے پیش آتے ہیں۔ لیکن یہ غلط ثابت ہوا۔ کیونکہ ان کا سلوک ہندوستانی قیدیوں سے اچھا نہ تھا۔ جیسا کہ ذیل کے معتبر بیان سے معلوم ہوگا ✢

قط العمارہ کا محاصرہ ۵ دسمبر ۱۹۱۵ء کو شروع ہوا اور چند آدمیوں کے اُس دستے کا تذکرہ جس نے جنرل ٹونشنڈ کے ماتحت پانچ مہینے تک لگاتار بڑی بڑی مصیبتیں سہیں۔ تاریخی واقعہ بن گیا ہے۔ لیکن وہ واقعات جو حال ہی میں ظاہر ہوئے ہیں۔ ان لوگوں کے لیے بڑے دلچسپ ہیں جو ہندوستانی قیدیوں کی حالت کا لگاتار مطالعہ کرتے رہے ہیں۔ جب کمسریٹ کے پاس تمام ذخیرہ ختم ہو گیا تو سپاہیوں اور مواشی کے لیے خوراک و چارہ کی سخت ضرورت پڑی۔ تمام اشیاء جو مل سکتی تھیں خرید لی گئیں۔ اور جب وہ بھی دکھائی نہ دیں تو زمین کے تہ سے تلاش کی گئی۔ جہاں سے جَو کی بوریاں ملیں جو بالکل ردی حالت میں تھیں۔ یہ جَو لوگوں میں بڑی کفایت شعاری سے تقسیم کیا گیا یہاں تک کہ محاصرہ کے آخری دنوں میں لوگوں کو تین اونس فی کس کے حساب سے جو ملے جاتے۔ نمک کپڑا اور دوائی بالکل ختم ہو چکی تھیں جلانے کے لیے صرف تیل باقی رہ گیا تھا۔ تمباکو کی بجائے کھجور استعمال کیا جاتا تھا اور گھوڑے اور خچروں کو کھجور کے ریشے چارے کے طور پر دیے جاتے رہے ہیں ✢

جب محصورین کی صحت بہت بگڑ گئی تو ۲۹ اپریل ۱۹۱۶ء کو اونھوں نے اطاعت قبول کر لی۔ شاید انھوں نے یہ توقع کی تھی کہ قیدی بنکر ان کی حالت پہلے سے اچھی ہو جائے گی۔ مگر انھیں مایوسی کا منہ دیکھنا پڑا۔ باوجود کمزوری اور بیماری کے اون کو حکم دیا گیا کہ اپنا اسباب اپنے سروں پر اٹھا کر قط العمارہ سے ایشیائے کوچک کا دور دراز فاصلہ طے کریں۔ دو ماہ کے عرصہ میں بہت تھوڑا کھانا انھیں ملتا رہا۔ اور جب کھیتوں میں انھیں چند لمحوں کی چرنے کی اجازت دیجاتی تو وہ گندم یا جو کے سٹے جمع کر لیتے۔ انھیں بہت سے مرحلے طے کرنے پڑے انمیں ایک خصوصیت سے مشکل تھا ۲۵ میل کا لمبا سفر تھا اور پانی کا نام و نشان نہ تھا۔ بعض جگہ پر عرب چیزیں بیچنے کیلیے لاتے لیکن قیدیوں کے پاس جانے کی سخت ممانعت تھی۔ جس قدر خوراک آتی وہ ترک خود خرید لیتے اور اپنے استعمال کے بعد قیدیوں کے ہاتھ بڑے منافع پر بیچ ڈالتے۔ مثلاً ایک روٹی کی قیمت ایک روپیہ لیتے بعض اوقات ایسی کیحالت میں قیدی اپنا اوور کوٹ یا بوٹ یا کمبل دیکر بسکٹ کے بے کچھ ٹکڑے لیتے۔ یہی وجہ تھی کہ ان میں اموات کی تعداد بڑھ گئی اور ایک جگہ پر ۳۲ آدمی مر گئے ✢

جب وہ اپنی منزل مقصود تک پہنچ گئے تو ہندو اور مسلمانوں کو مختلف کیمپوں میں قید رکھا گیا اور صبح سے لیکر شام تک لگاتار اُن سے کام لیا جاتا فقط دوپہر کو تھوڑی سی چھٹی ملتی۔ زمین کھودنے یا ریل کی سڑک بنانے کا کام تمام موسموں میں اُن سے لیا جاتا تھا۔ قیدیوں کو خیمہ میں رکھا جاتا جو برسات میں ٹپکا کرتے تھے۔ بیچارے قیدی گرم رہنے کیلیے زمین میں گڑھا کھود کر پڑے رہتے خصوصاً ۱۹۱۶ء کے موسم سرما میں انکی حالت بہت بری ہو گئی تھی۔

قیدیوں کے رشتہ دار ہندوستان سے جو پارچات کے پارسل بھیجتے۔ وہ وہاں قیدیوں کو نہیں دیے جاتے تھے۔ ترکی افسر کسی نان کمیشن آفیسر کے دستخط کرا کر اُن کو غبن کر جاتا اور یہ بہانہ کرتا کہ پارسلوں پر پتہ غلط لکھا ہوا تھا ✢ ترک قیدیوں کو ایسے نوٹ دیتے جنھیں بہانا بھی دوکاندار لینے سے انکار کر دیتے تھے وہ کم قیمت پر صرف خرچ ہو سکتے

ہاتھ بیچ سکتے تھے۔ خوراک بہت کم ملتی تھی بعض کیمپوں میں آدھ سیر اور بعض میں ایک پاؤ کی روٹی ملتی تھی۔ کبھی روٹی کی بجائے انکو چند چھٹانک گندم یا چنوں کا آٹا بغیر نمک اندھن کے دیا جاتا تھا۔ لوگ روٹی پکانے کے لیے مجبوراً عمارات کی کانٹے وغیرہ اکٹھے کر لاتے تھے۔ بعض مقامات پر پانی بھی ناپ کر دیا جاتا تھا جو قیدی خود تین یا چار میل کے فاصلہ پر سے لاتے تھے ✢



# سالانہ جلسہ کا آغاز

اس دفعہ جیسا کہ اعلانات سے ظاہر ہو چکا ہے سالانہ جلسہ دسمبر سے ایسٹر پر ملتوی۔ اور پھر ایسٹر کی بجائے ۱۵-۱۶-۱۷ مارچ کو مقرر کیا گیا۔ گویا ایسٹر سے ایک ماہ پیشتر۔ ہر چند ان ایام میں تعطیلات زیادہ نہیں ہوتی ہیں لیکن ابھی سے لوگ آنے شروع ہو گئے ہیں اور امید کیجاتی ہے کہ لوگ بہت کثرت سے شریک ہونگے کلکتہ سے ایک بڑی جماعت شامل جلسہ ہونیکے لیے آئی ہے اور یہ پہلا موقعہ ہے کہ اس قدر احباب کلکتہ سے شریک ہوئے ہیں۔ حیدر آباد دکن سے پچاس کے قریب آدمیوں کا ایک قافلہ آ رہا ہے۔ حیدر آباد دکن سے کبھی اتنی بڑی تعداد کبھی شامل نہیں ہوئی۔ یہ خدا تعالیٰ کے خاص فضل کی بات ہے مختلف مقامات سے احباب کی آمد شروع ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام احباب کے سفروں کو بابرکت کرے۔ آمین

# چند سیدنا نورالدین کی قبر منور پر



۱۳ مارچ ۱۹۱۵ء

یہ وہی دن ہے کہ جب اے نورالدین مصطفےٰ
ہم سے تو رخصت ہوا ۔ اللہ سے واصل ہوا
یاد ہے ہمکو ترا نورانی چہرہ یاد ہے۔
شانِ صدیقی نظر آتی تھی جس میں برملا
وہ ترا لطفِ نمایاں وہ ترا رعب و وقار
سچ تو یہ ہے تو بھی گویا جامع الاضداد تھا
جان و دل سے سب فدا تھے اور پھر ڈرتے بھی تھے
بیٹھتے تھے پاس لیکن کانپتے تھے ہم سدا
رعب و داب ایسا کہ عرضِ حال بھی دشوار ہو
بے تکلف اسقدر تجھے بھی کہہ لیں ماجرا
غیر مسلم بھی ترے مداح پائے جاتے ہیں
تیری باتوں میں مزا آتا تھا انکو بھی مزا
خرق عادت طور پر اخلاق میں شائستگی
تیرا قول و فعل ۔ قول و فعل حزب مرتضےٰ
وہ جو قرآں کے معارف تو سناتا تھا ہمیں
اور وہ پند و نصائح بھول سکتے ہیں بھلا؟
جو وصیت تو نے کی ۔ ہم نے عمل اسپر کیا
پالیا وہ جانشیں تیرا خدا کا مصطفےٰ
جو عفو الناس ہے دل کا نہایت ہی حلیم
اور اپنی شان میں ہر دل عزیز و پارسا
احمدیت کی اشاعت میں بڑا سرگرم ہے
رات و دن اسکو یہی دھن ہے یہی ہے مشغلا
تیری آنکھیں موندتے ہی چند لوگ ایسے بھی تھے
خوب کھل کھیلے جو دل میں تھا وہ ظاہر کر دیا
پہلے تو پاؤں تلے روندا وصیت کو تری
پھر خلافت کا سرے ہی سے انھیں انکار تھا
رفتہ رفتہ پھر مسیحا سے کیا انکار یوں
ایک معمولی مجدد کو نبی کس نے کہا ؟
انجمن پہلے خلیفہ تھی مگر کچھ دن کے بعد
اس کی بھی پرواہ نہ کی اور ہو گئے سب سے جدا
احمدیت کے یہ معنی ہیں انھیں مشرک کہو
جو خلافت کے ہوں قائل از رہِ صدق و وفا
اور سب دنیا مسلماں ہے مگر کفار ہیں۔
سب مہاجر قادیاں کے اور ابن میرزا
ہاں وہی بیٹا مسیحا کا جو پیارا تھا تجھے۔
مصلح موعود جسکو ایک دن تو نے لکھا
وہ جو لکھتے تھے تجھے مرشد ۔ میرے آقا مطاع
اب وہ کہتے ہیں ۔ طبیب اک شخص نورالدین تھا
جن کو تیرے عشق کا دعویٰ تھا وہ بھی چل دیئے
یہ وفاداری ہے تیری مرحبا صد مرحبا
جو خلافت موجب تسکین خاطر تھی کبھی
جڑ فسادوں کی بنی ان کے لیے واحسرتا
لیکن اے میرے مسیحا کے خلیفے سینکڑوں
احمدی ایسے بھی ہیں کہتے ہیں جو صلِّ علیٰ
رحمتیں نازل خدائے پاک کی تجھ پر مدام
اور تیری متبع اولاد کا غلبہ سدا
میرے آقا کا مجھے یہ مصرعِ تر یاد ہے
ظلمتیں کافور ہو جائیں گی اک دن دیکھنا
نام ہی محمود ہے جس کا وہ کیوں مذموم ہو
یہ وہ پیارا نام ہے جان و دلم بر او فدا
ابتدا ہی سے ہمیں نسبت ہے کچھ اس نام سے
یاد آیا میکہ بر بار رفت طرفہ ماجرا
یعنی وہ محمودِ حق ۔ مہدی ہوا مطلوب قوم

38

# ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے

ایک وقت تھا کہ خدا تعالیٰ کا برگزیدہ **مسیح** موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں تھا۔ ہم اسکے فیوض و برکات سے فیض پاتے اور خدا تعالیٰ کا تازہ بتازہ کلام اس کے مونھ سے سنتے اور ان پیشگوئیوں کے پورے ہونے پر اپنے ایمان میں خاص حلاوت اور زیادت پاتے۔ سالانہ جلسہ پر احباب کی کثرت اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت آمیز ملاقاتیں ایک خاص لطف دیجاتی تھیں۔

ہر چند وہ آج ہم میں نہیں مگر **الحمد للّٰہ ثم الحمد للّٰہ** حسن و احسان میں اس کا **نظیر** خدا تعالیٰ کا **مبشر** موعود **محمود ابن احمد** اس کا جانشین اور خلیفہ ہے۔ اس کی باتوں میں وہی لطف اور اسکی آن و شان میں وہی رنگ نمایاں ہے بایں ہمہ میں نے پسند کیا کہ احباب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض باتیں سناؤں یہ باتیں ان خطوط میں سے لیگئی ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ نے مکرمی حافظ روشن علی صاحب کے برادر مکرم ڈاکٹر رحمت علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھے تھے۔ ڈاکٹر صاحب سلسلہ کے ایک مخلص اور سرگرم فدائی تھے اور سمالی لینڈ میں سرکار انگریزی کی خدمت کرتے ہوئے **شہید** ہو گئے اللہ تعالیٰ انھیں اپنی رضا کے مقام پر اٹھاوے اور جنت میں مدارج عالیہ کا وارث کرے۔ آمین

# مومن کا ہتھیار دعا ہے

اگر تیری راہ میں کوئی دقت آوے تو دعا کے ذریعہ اسکو دور کر اگر دشمن کیساتھ مقابلہ ہے تو دعا کی تلوار کیساتھ اس کو کاٹ ڈال اگر دوست کیساتھ معاملہ ہے تو دعا کی مدد سے اسکو قایم رکھنے کی کوشش کر اگر کسی بھائی سے تو کوئی حرکت ناجائز دیکھتا ہے تو ایسا نہ کر کہ جلد بازی کیساتھ تو اس سے توڑ بیٹھے بلکہ حلیمی کیساتھ علیحدگی میں لیجا کر اسکو سمجھا۔ اور اس کے آگے نرمی اور عاجزی اختیار کر اور اس کی ملاقات سے پہلے اسکے حق میں بہت دعا کر تاکہ **جماعت میں تفرقہ نہ ہو** اور یاد رکھ کہ انسانی کمزوریوں سے کوئی خالی نہیں ہر ایک تھوڑا بہت اپنے اندر کمزوریوں کا حصہ رکھتا ہے۔ چاہئیے کہ حتی الوسع چشم پوشی سے کام لیں۔ وہ قلعہ جو توپوں اور تفنگوں سے فتح نہیں ہو سکتا اُسکو دعا کے ذریعہ کھول سکتے ہیں۔ اور وہ شیر جو کسی کے قابو نہیں آتا وہ دعا کے ذریعہ قابو کیا جا سکتا ہے۔ (۱۳ اگست ۱۸۹۹ء)

# نماز بغیر کیفیت کے کچھ بھی نہیں

نماز میں جو سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلےٰ کہا جاتا ہے وہ بھی خدا کے جلال ظاہر ہونے کی تمنا ہے خدا کی ایسی عظمت ہے کہ اسکی نظیر نہ ہو۔ جو خدا کی عظمت و جلال نہیں کرتے اُنکی نمازیں جھوٹی ہیں۔ اور اُنکے سجدے بیکار ہیں جبتک خدا کیلیے جوش نہ ہو صرف منتر جنتر ٹھہرینگے۔ یاد رکھو کوئی جسمانی بات جس کے ساتھ کیفیت نہ ہو فائدہ مند نہیں ہو سکتی جیسا کہ خدا تعالیٰ کو قربانی کے گوشت نہیں پہنچتے ویسے ہی تمھارے رکوع و سجود نہیں پہنچتے۔ جبتک کہ ان کے ساتھ کیفیت نہ ہو۔ خدا کیفیت کو چاہتا ہے۔ خدا اُن سے محبت کرتا ہے جو اسکی عظمت و عزت کیلیے جوش رکھتے ہیں جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ ایک باریک راہ سے جاتے ہیں اور کوئی دوسرا ان کے ساتھ نہیں جا سکتا۔

# دنیا کی عظیم المنفعت تجارت

درحقیقت اس ناپایدار دنیا میں یہی بڑا فائدہ۔ اور عظیم المنفعت تجارت ہے کہ کوئی ایسی **نیکی** ہو جس سے اللہ جلشانہٗ راضی ہو جائے۔ اور دنیا کی زندگی میں بجز کھانے پینے اور چند بیکاری کاموں کے اور کیا حاصل ہے؟

(۲۴ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

# حضرت خلیفۃ المسیح علیہ خلیفہ ثانی کی سب سے پہلی تقریر خلافت

## جو ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو بیعت لینے کے بعد فرمائی

(ایڈیٹر)

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ و اشہد ان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ ۰

## سنو!

دوستو! میرا یقین اور کامل یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ میرے پیارو میرا پھر یقین ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ میرا یقین ہے کہ آپ کے بعد کوئی شخص نہیں آسکتا جو آپ کی دی ہوئی شریعت میں سے ایک شوشہ بھی منسوخ کر سکے۔

میرے پیارو! میرا وہ محبوب آقا سید الانبیاء ایسی عظیم الشان شان رکھتا ہے کہ ایک شخص اسکی غلامی میں داخل ہو کر کامل اتباع اور وفاداری کے بعد نبیوں کا رتبہ حاصل کرسکتا ہے یہ سچ ہے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ایسی شان اور عزت ہے کہ آپ کی سچی غلامی میں نبی پیدا ہوسکتا ہے۔

یہ میرا ایمان ہے اور پورے یقین سے کہتا ہوں +

پھر میرا یقین ہے کہ قرآن مجید وہ پیاری کتاب ہے جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے اور وہ خاتم الکتب اور خاتم شریعت ہے۔ پھر میرا یقین کامل ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام وہی نبی تھے جس کی خبر مسلم میں ہے اور وہی امام تھے۔ جس کی خبر بخاری میں ہے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ شریعت اسلامی میں کوئی حصہ اب منسوخ نہیں ہوسکتا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اعمال کی اقتدا کرو۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں اور کامل تربیت کا نمونہ تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسرا اجماع ہوا۔ وہ وہی خلافت حقہ راشدہ کا سلسلہ ہے۔ خوب غور سے دیکھلو۔ اور تاریخ اسلام میں پڑھ لو۔ کہ جو ترقی اسلام کی خلفائے راشدین کے زمانہ میں ہوئی جب وہ خلافت محض حکومت کے رنگ میں تبدیل ہوگئی۔ تو گھٹتی گئی۔ یہاں تک کہ اب جو اسلام اور اہل اسلام کی حالت ہے تم دیکھتے ہو۔ تیرہ سو سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسی منہاج نبوۃ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وعدوں کے موافق بھیجا اور انکی وفات کے بعد پھر وہی سلسلہ خلافت راشدہ کا چلا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی نور الدین صاحب (ان کا درجہ اعلیٰ علیین میں ہو۔ اللہ تعالیٰ کروڑوں کروڑ رحمتیں انپر نازل کرے۔ جس طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت انکے دل میں بھری ہوئی اور ان کے رگ و ریشہ میں جاری تھی۔ جنت میں بھی اللہ تعالیٰ انھیں پاک وجودوں اور پیاروں کے قرب میں اکٹھا کرے) اس سلسلہ کے پہلے خلیفہ تھے۔ اور ہم سب نے اسی عقیدہ کیساتھ ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ پس جبتک سلسلہ چلتا رہے گا۔ اسلام۔ مادی اور روحانی طور پر ترقی کرتا رہے گا۔ اسوقت جو تمنے پکار پکار کر کہا ہے کہ میں اس بوجھ کو اٹھاؤں۔ اور تم نے بیعت کے ذریعہ اظہار کیا ہے۔ میں نے مناسب سمجھا کہ میں تمھارے آگے اپنے عقیدہ کا اظہار کردوں

میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ میرے دل میں ایک خوف ہے۔ اور اپنے وجود کو بہت ہی کمزور پاتا ہوں۔ حدیث میں آیا ہے کہ اپنے غلام کو وہ کام مت بتاؤ۔ جو وہ کر نہیں سکتا۔ تم نے اسوقت مجھے غلام بنانا چاہا ہے تو وہ کام مجھے نہ بتانا جو میں نہ کرسکوں۔ میں جانتا ہوں کہ میں کمزور اور گنہگار ہوں میں کس طرح دعویٰ کرسکتا ہوں کہ دنیا کی ہدایت کرسکوں گا۔ اور حق اور راستی کو پھیلا سکوں گا۔

ہم تھوڑے ہیں اور اسلام کے دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور غریب نوازی پر ہماری امیدیں بے انتہا ہیں۔ تم نے جو بوجھ مجھ پر رکھا ہے تو سنو! اس ذمہ داری سے عہدہ برا ہونے کے لیے میری مدد کرو اور وہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ سے فضل اور توفیق چاہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور فرمانبرداری میں میری اطاعت کرو۔

میں انسان ہوں اور کمزور انسان۔ مجھ سے کمزوریاں ہوں گی تو تم چشم پوشی کرنا۔ تم سے غلطیاں ہونگی۔ میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر سمجھکر عہد کرتا ہوں کہ میں چشم پوشی اور درگذر کروں گا۔ اور میرا اور تمہارا متحد کام اس سلسلہ کی ترقی اور اس سلسلہ کی غرض و غایت کو عملی رنگ میں پیدا کرنا ہے پس اب جو تمنے میرے ساتھ ایک تعلق پیدا کیا ہے اسکو وفاداری سے پورا کرو۔ تم مجھ سے اور میں تم سے چشم پوشی خدا کے فضل سے کرتا رہوں گا۔ تمہیں امر بالمعروف میں میری اطاعت اور فرمانبرداری کرنی ہوگی۔ اگر نعوذ باللہ کہوں کہ خدا ایک نہیں۔ تو اسے خدا کی قسم دیتا ہوں۔ جسکے قبضۂ قدرت میں ہم سب کی جان ہے جو وحدہ لا شریک اور لیس کمثلہ شیء ہے۔ کہ میری ایسی بات ہرگز نہ ماننا۔

اگر میں تمہیں نعوذ باللہ نبوت کا نقص بتاؤں۔ تو مت مانیو۔ اگر قرآن کریم کا کوئی نقص بتاؤں۔ تو پھر خدا کی قسم دیتا ہوں مت مانیو۔ حضرت مسیح موعود نے جو خدا تعالیٰ سے وحی پاکر تعلیم دی ہے اسکے خلاف کہوں تو ہرگز ہرگز نہ ماننا۔ ہاں میں پھر کہتا ہوں۔ اور پھر کہتا ہوں کہ امر معروف میں میری خلاف ورزی نہ کرنا۔ اگر اطاعت و فرمانبرداری سے کام لوگے اور اس عہد کو مضبوط کروگے تو یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہماری دستگیری کرے گا اور

## ہماری متحد دعائیں کامیاب ہونگی

اور میں اپنے مولیٰ کریم پر بہت بھروسہ رکھتا ہوں۔ مجھے یقین کامل ہے کہ میری نصرت ہوگی۔ پرسوں جمعہ کے روز میں نے ایک خواب سنایا تھا کہ میں بیمار ہوگیا۔ اور مجھے ران میں درد محسوس ہوا۔ اور میں نے سمجھا کہ شاید طاعون ہونے لگا۔ تب میں نے اپنا دروازہ بند کرلیا۔ اور فکر کرنے لگا کہ کیا ہونے لگا ہے۔ میں نے سوچا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ سے یہ وعدہ کیا تھا۔ انی احافظ کل من فی الدار۔ یہ خدا کا وعدہ آپ کی زندگی میں پورا ہوا۔ شاید خدا کے مسیح کے بعد یہ وعدہ نہ رہا ہو۔ کیونکہ وہ پاک وجود ہمارے درمیان نہیں۔ اس فکر میں کیا دیکھتا ہوں یہ خواب نہ تھا بیداری تھی میری آنکھیں کھلی تھیں۔ میں در و دیوار کو دیکھتا تھا۔ کمرے کی چیزیں نظر آرہی تھیں۔ میں نے اسی حالت میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ ایک سفید اور نہایت چمکتا ہوا نور ہے۔ نیچے سے آتا ہے اور اوپر کو چلا جاتا ہے نہ اس کی ابتدا ہے نہ انتہا۔ اس نور میں ایک ہاتھ نکلا جس میں ایک سفید چینی کے پیالہ میں دودھ تھا۔ جو مجھے پلایا گیا جس کے بعد معاً مجھے آرام ہوگیا۔ اور کوئی تکلیف نہ رہی۔ اس قدر حصہ میں نے سنایا تھا۔ اس کا دوسرا حصہ میں نے نہیں سنایا۔ اب سناتا ہوں۔ وہ پیالہ جب مجھے پلایا گیا تو معاً میری زبان سے نکلا:-

## میری اُمت کبھی گمراہ نہ ہوگی

میری امت کوئی نہیں۔ تم میرے بھائی ہو۔ مگر اس نسبت سے جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سے حضرت مسیح موعود کو ہے - یہ فقرے نکلے جس کام کو مسیح موعود
نے جاری کیا - اپنے موقعہ پر وہ امانت میرے سپرد ہوئی ہے پس
دعا کرو اور تعلقات بڑھاؤ - اور قادیان میں آنے کی کوشش
کرو - اور بار بار آؤ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے
سنا کہ جو یہاں بار بار نہیں آتا اندیشہ ہے کہ اس کے ایمان میں نقص ہو
اسلام کا پھیلانا ہمارا پہلا کام ہے ملکر کوشش کرو تاکہ اللہ تعالیٰ
کے احسانوں اور فضلوں کی بارش ہو - میں پھر تمہیں کہتا ہوں
پھر کہتا ہوں اور پھر کہتا ہوں - اب جو تم نے بیعت کی ہے اور
میرے ساتھ ایک تعلق حضرت مسیح موعود ع کے بعد قائم کیا ہے
اس تعلق میں وفاداری کا نمونہ دکھاؤ مجھے اپنی دعاؤں میں یاد
رکھو - میں ضرور تمہیں یاد رکھوں گا - ہاں یاد رکھتا بھی رہا ہوں
کوئی دعا آج تک میں نے ایسی نہیں کی جس میں میں نے سلسلہ
کے افراد کے لیے نہ کی ہو - مگر اب آگے سے بھی زیادہ یاد رکھونگا
مجھے کبھی پہلے دعا کیلئے کوئی جوش نہیں آیا جس میں احمدی قوم
کے لیے دعا نہ کی ہو -

پھر سنو! کہ کوئی کام ایسا نہ کرو جو اللہ تعالیٰ کے عہد شکن
کیا کرتے ہیں - ہاں ہم جائیں یہی ہوں کہ مسلمان جئیں مسلمان
مریں - آمین

# اطلاع

نمبر ۱۱ و ۱۲ مورخہ ۲۱ و ۲۸ مارچ ۱۹۱۹ء کو اکٹھا
شائع ہوگا اور اس کا وصولی قیمت و بقایا کے
لیئے وی پی ہوگا۔

## آج کا اہم اور تاریخی دن



# یوم الفضل

آج مارچ کی ۱۴ تاریخ ہے یہ دن آئندہ سلسلہ عالیہ
احمدیہ کی تاریخ میں یوم الفضل کہلائیگا کیونکہ اس تاریخ کو
عملی طور پر اس سعید روح اور مسیحی نفس وجود نے خلیفہ
ثانی کے رنگ میں نزول فرمایا جو خدا تعالیٰ کے کلام میں فضل عمر
کے نام سے موسوم ہو چکا ہے اور جس کے آنے کے ساتھ فضل کا
آنا ضروری تھا -

اس مہینے اور اسی تاریخ کو خدا تعالیٰ کی وحی نے اس
آنیوالے کلمۃ اللہ کے متعلق اور اس تاریخ کو پیش آنیوالے
واقعات کی نسبت ایک عرصہ پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کے ذریعہ اپنی وحی میں صاف اشارات کیے تھے - فرمایا

مقام او مبیں از راہ تحقیر
بدورانش رسولاں ناز کردند

۱۳ مارچ ۱۹۰۷ء

اور ۱۳ مارچ ۱۹۰۷ء کو خدا تعالیٰ نے جو کلام حضرت مسیح موعود
علیہ السلام پر نازل کیا اس میں فرمایا - ایک امتحان ہے بعض اس میں
پکڑے جائیں گے اور بعض چھوڑے جائیں گے ۱۳ مارچ ۱۹۰۷ء
اس لحاظ سے یہ دن - یوم الفضل اور یوم الامتحان بھی
کہلائیگا

غرض یہ ۱۴ مارچ کا دن سلسلہ احمدیہ کی تاریخ میں ایک
ممتاز دن اور تاریخی دن ہے -

پانچ سال پیشتر دارالامان قادیان میں یہ تاریخ اپنے عظیم الشان
تغیرات کے باعث جماعت کے قلوب پر ایک خاص اثر پیدا
کرنیوالی تاریخ تھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کا پیارا اور جماعت کا محبوب و محسن آقا نور الدین اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے محبوب حقیقی سے جا ملا تھا اور جماعت اپنے ہونیوالے امام و آقا کے لیے بیتاب تھی نور الدین اعظم کا جسد مبارک پڑا تھا اور اس حالت میں وہ زبان حال سے

**ایک ہو جاؤ اور نیک ہو جاؤ**

کا وعظ کہہ رہا تھا۔ مگر ایک گروہ نے جماعت کے خرمن اتحاد و اتفاق پر اعلان ضروری کے ذریعہ بجلی گرائی اور چاہا کہ اس رسی کو جو خدا نے نازل کی ہے توڑ ڈالیں۔ مگر سلسلہ خدا کا سلسلہ تھا جماعت خدا کی جماعت تھی ید اللہ فوق ایدیہم کی وہ بشارت وہ پا چکی تھی۔ اس حالت اضطراب و اضطرار میں

**تسلّی کی روح نازل ہوئی۔**

اور سکینت کے فرشتوں نے اس روح پر تجلی فرمائی جو جماعت کو ان تمام مشکلات سے بچانیکے لیے علم الٰہی میں مقدر ہو چکی تھی یعنی حضرت الوالعزم میرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ الاحد کی طرف قلوب کی رو کو پھیر دیا۔

خدا تعالیٰ کی خاص تائید اور توفیق سے اور اُسکے وعدوں کو پورا کرنے کے لیے وہ

**مسند خلافت پر متمکن ہوا**

جس سے شکستہ دلوں کو تسلی ہوئی اور مایوسی و گھبراہٹ کے بادلوں میں

**سکینت کا آفتاب بلند ہوا۔**

غرض خدا تعالیٰ نے جس طرح چودھویں صدی کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزول سے ممتاز فرمایا اسی طرح چودھویں مارچ کو اس عظیم الشان کے روحانی نزول سے عزت دی جس کے متعلق فرمایا گیا

**بدور انش رسولاں ناز کردند**

اسی طرح پر یہ **دن تاریخی دن** ہے اور خلافت ثانیہ کا آغاز اس تاریخ سے ہوتا ہے۔ گویا یہ دن یہ تاریخ پیش خیمہ ہے۔ ان انعامات۔ ان برکات اور فیوض کا جو حضرت فضل عمر کے ساتھ موعود ہیں۔

پس مبارک وہ جنھوں نے اسے شناخت کیا۔ اور اسکے پیچھے ہوئے۔ اور افسوس ان پر جنھوں نے اسے رد کر دیا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی جناب میں ان کے لیے قبولیت کا مقام نہ رہا میں جو آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عصر سعادت سے اس عزت اور فضل کا مورد رہا ہوں کہ جماعت کو آیات اللہ کی تذکیر کرتا رہوں۔ اس یوم الفضل کے انعامات کو یاد دلا کر چاہتا ہوں کہ وہ خدا تعالیٰ کے انعامات کا اپنے آپ کو وارث بنانیکے لیے پہلے سے زیادہ جوش اور اخلاص کے ساتھ قدم اُٹھائے بعض تاریخی اور اہم واقعات کی یاد دہانی قوم میں ایک خاص روح اور خاص جذبہ پیدا کر دیا کرتی ہے اسلیے ۱۴ مارچ کا دن ہماری جماعت میں ہمیشہ ایک خاص جذبہ اور اثر پیدا کرنے کے لیے تاریخی دن ہونا چاہیے۔ اس تاریخی دن کی عظمت قایم رکھی جائے مختلف مقامات پر ہماری جماعتیں تبلیغی جلسے کریں۔ یہ میرے قلب کی ایک کیفیت اور خواہش ہے جسے میں نے ظاہر کر دیا ہے خلافت محمود کے گذشتہ پانچ سال پر تبصرہ نہایت اہم کام ہے اور اس مختصر میں اسکی صراحت کہاں ہو سکتی ہے۔

لیکن میں اتنا کہوں گا کہ جماعت نے یہ خوب دیکھ لیا ہے کہ حضرت خلیفۂ ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کا ہر قدم آگے بڑھکر پڑتا ہے اور جماعت کی بہتری اور سلسلہ کی اشاعت و تبلیغ اور استحکام و نظام کے لیے جو جوش جو قوت اور جو تدبیر خدا تعالیٰ نے آپ کو دی ہے اسکی نظیر نہیں مل سکتی اور خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اس کو وہ دل و دماغ اور قوتیں عطا کی ہیں کہ اس زمانہ میں جب کہ حکومتوں اور سلطنتوں تک کو اپنا سنبھالنا مشکل ہو رہا ہے وہ ایک محبوب کی طرح

**آگے بڑھا جا رہا ہے**

آج سیاسات کی ایک زبردست لہر چل رہی ہے

جس میں ہر چھوٹا بڑا بہا چلا جاتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ نے جو راہ اپنے **محمود** کو تعلیم کی ہے کہ وہ اس طوفان میں بھی اپنی جماعت کو پوری حفاظت کیساتھ لیے جا رہا ہے اور یاایں اس کے حقوق و مفاد اسکی نظر سے اوجھل نہیں ہونے پاتے۔

اس نے اپنے منصب کو اور مقام کو خوب سمجھا ہے اور منصب خلافت میں ان اغراض و مقاصد کو بیان کردیا ہے جو اس کی زندگی کا نصب العین ہیں اور اس سے پتہ لگتا ہے کہ نہایت ہی اچھے اور منزل مقصود نہایت شاندار ہے۔ اور جو طریق اس نے اختیار کیا ہے اسی میں

## سلسلہ کا شاندار مستقبل موجود ہے

یہ پنج سالہ عہد خلافت آنیوالے مستقبل کی ایک دلیل ہے۔ اس پر غور کرو اور پہلے سے زیادہ مستعدی کیساتھ قدم اُٹھاؤ کہ وہ

**تمھاری رستگاری کے زمانہ کو قریب رہا ہی**

حضرت خلیفۃ المسیح ثانیؑ کے عہد خلافت کے پانچ سال پر میں نے ایک مختصر سا رسالہ لکھا ہے جو انشاء اللہ بہت جلد قوم کے سامنے آئے گا۔ اس میں اس کی اجمالی تفصیل ہوگی۔ جس کا ذکر میں نے آج کے دن کی یاد میں کیا ہے۔

---

## حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ

کی صحت الحمد للہ اچھی ہے۔ ایام جلسہ میں ۱۶ مارچ سنہ ۱۹۱۹ء کو حضور کی تقریر ۲½ بجے بعد دوپہر شروع ہوگی اور ۱۵ اور ۱۶ مارچ کو آپ کا درس قرآن مجید ہوگا۔ اس طرح پر ہر سہ روز گویا آپ کی تقریر ہوگی۔

حضرت کے درس اور تقریر کے علاوہ جناب حافظ روشن علی صاحب۔ جناب میر محمد اسحاق صاحب مولوی سید سرور شاہ صاحب اور مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کی تقریریں ہونگی۔ محکمہ ہائے نظارت اور صدر انجمن کی رپورٹیں بھی پڑھی جائیں گی۔

---

## حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی

# نو دعائیں!

## (سالانہ جلسہ میں شامل ہونیوالوں کیلیے)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا کہ میں تیری کل دعائیں قبول کروں گا۔ بجز اُن دعاؤں کے جو شرکاء کے متعلق ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے اس وعدے پر ہر احمدی کا ایمان ہے اور ایمان بھی عین الیقین اور حق الیقین کے رنگ میں۔

پس میں اُن احباب کو جو جلسہ کی شمولیت کے لیے سفر کرتے ہیں مبارکباد دیتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انکے لیے نو ۹ دعائیں کی ہیں۔ فرمایا ہر ایک صاحب جو اس للٰہی جلسہ کے لیے سفر کریں۔

۱ - خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو۔
۲ - اور اُن کو اجر بخشے۔
۳ - اور ان پر رحم کرے۔
۴ - اور انکی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دے۔
۵ - اور ان کے ہم و غم کو دور فرماوے۔
۶ - اور انکو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے۔
۷ - اور انکی مرادات کی راہیں ان پر کھول دے۔
۸ - اور روز آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اُٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے۔
۹ - اور تا اختتام سفر اور انکے بعد ان کا خلیفہ ہو۔

اے خدائے ذوالمجد والکرم اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر۔ آمین

# مذہبی کانفرنس کی بنیاد رکھدو



مذہبی کانفرنس کی ضرورت کا سوال کوئی نیا سوال نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مذہبی دنیا میں امن و سکون پیدا کرنے اور حقیقی اور خدانما مذہب کو میدان مقابلہ میں ممتاز اور نمایاں بنانے کے لیے اس ضرورت کو عرصہ دراز سے محسوس کرتے تھے اور آپ کی خواہش تھی کہ منارۃ المسیح کے ساتھ ایک کمرہ اس مقصد کے لیے تعمیر ہو۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے زیر نظر ہمیشہ یہ امر رہتا ہے کہ جن کاموں کو حضرۃ مسیح موعود علیہ السلام نے شروع کیا یا جنکے متعلق آپ نے خواہش ظاہر کی انکو ضرور پورا کیا جاوے۔ اور اب تو مذہبی کانفرنس کی ضرورت کا احساس بڑے زور سے ہو رہا ہے لاہور میں جو لیکچر حضرت خلیفہ ثانی نے بریڈلا ہال میں دیا تھا اس میں بھی آپ نے مذہبی کانفرنس کی ضرورت کا اظہار فرمایا ہے۔ حقیقت میں مذہبی دنیا میں ایک سکون پیدا کرنیکے لیے باہمی منافرت کو دور کرنے کے واسطے یہ کانفرنس اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک بیش قیمت ذریعہ ہوگی۔ معلوم ہوتا ہے اب وقت آگیا ہے کہ کانفرنس عملی طور پر قایم ہو جاوے مہاراجہ دربھنگہ نے بھی ایک مذہبی کانفرنس کی بنیاد رکھنی چاہی ہے۔ مہاراجہ بڑودہ نے بھی اپنے ہاں مذہبی تحقیقات کے لیے کچھ انتظام کیا ہے۔ یہ حالات بتاتے ہیں کہ ملک میں اس ضرورت کا احساس ہو رہا ہے اور یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ملک میں جو اسوقت سیاسی تلاطم برپا ہے اسکی دوسری صورت۔ مذہبی توجہ کی صورتیں پیدا ہوگی۔ انسان کی حقیقی تسلی اور سکینت کا ذریعہ پالیٹکس نہیں بلکہ اسے تسکین جب ملیگی تو مذہب میں ملیگی اس سیاسی جد و جہد کے اندر ہی مذہب کی طرف عام توجہ کی انشاء اللہ ایک موج پیدا ہو جائے گی۔

ان حالات میں احمدی جماعت کا فرض ہے کہ وہ ایک مذہبی کانفرنس کی بنیاد رکھدے

سالانہ جلسہ کی تقریب ایک مبارک تقریب ہے۔ اگر باقاعدہ مذہبی کانفرنس کا وجود عمل میں آجائے تو اسکے لیے کام کا سلسلہ پیدا ہو سکتا ہے۔

یہ کانفرنس صیغہ اشاعت و تبلیغ کے ماتحت ہونی چاہیئے لیکن اس کے لیے ضرورت ہوگی کہ باقاعدہ اور مسلسل تحریک ہوتی رہے۔ اور ایک خاص شخص اسکے لیے مقرر کر دیا جاوے۔ اور وہ تمام مذاہب کے لیڈروں اور دوسرے لوگوں کو جن سے توقع کیجا سکتی ہے کہ وہ اس میں دلچسپی لیں گے خط و کتابت کرکے اسکے پہلے اجلاس کی تقریب پیدا کیجائے الحکم اس کانفرنس کے متعلق آج پہلی مرتبہ نہیں لکھ رہا بلکہ وہ اس سے پہلے متعدد مرتبہ اس سوال کو جماعت کے سامنے رکھ چکا ہے۔ اور جماعت نے اس کی ضرورت کا بھی بالاتفاق احساس کیا ہے۔ لیکن اب وقت آگیا آگیا ہے کہ اسکے لیے قدم اوٹھایا جائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کو جو اس کا احساس ہے وہ لاہور کے پبلک لیکچر میں آپنے ظاہر فرما دیا ہے۔ اب یہ کام جماعت کے کرنے کا ہے وہ کسی مزید توقف کے بغیر اس کی ابتدائی تحریک کا قدم اُٹھانے کے لیے آمادگی ظاہر کرے۔

یاد رکھو کہ یہ کانفرنس خدا کے فضل و توفیق سے سلسلہ عالیہ کی عظمت و جلال کے اظہار کا ذریعہ ہوگی۔ اور اسلام کی خوبیاں دوسرے مذاہب کے مقابلہ میں پیش ہونگی اور اسطرح پر اسلام